نظام قضا-ایک اہم شرعی ذمہ داری

از

امیر شریعت حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ

شائع کردہ:

مرکزی دفتر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ
76 A/1, Main Market, Okhla Village, Jamia Nagar
New Delhi - 110025, Ph: +91-11-26322991, 26314784
E-mail: aimplboard@gmail.com / www.aimplboard.in

(©جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ)

نام کتاب : نظام قضا-ایک اہم شرعی ذمہ داری

مرتب : حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ

طبع اول : ۲۰۱۲ء

طبع دوم : ۲۰۱۷ء

تعداد : پانچ ہزار

کمپوزنگ : مرکزی دفتر بورڈ، نئی دہلی (محمد ارشد عالم)

جمع وترتیب : ڈاکٹر محمد وقار الدین لطیفی

صفحات : ۴۴

قیمت : ۲۰/روپئے

فہرست

پیش لفظ ۵

دارالقضاء کا قیام شرعی ذمہ داری علماء اسلام کا ہر دور کا فیصلہ ۷

قضاء کی مشروعیت ۱۰

منصب قضاء ۱۶

علم ۱۶

عقل وفہم: ۱۷

عدالت ۱۷

قضاء کا محکمہ مسلمانوں کی زندگی کا لازمی حصہ ۲۱

اسلامی حکم کے مطابق فیصلہ ہر صاحب ایمان کی ذمہ داری ۲۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے پہلے دن سے تحفظ شریعت، اصلاح معاشرہ اور قیام دارالقضا کے سلسلہ میں اپنی کوششیں جاری رکھیں اور حسب ضرورت ان موضوعات پر لٹریچر اور کتابچوں کی طباعت بھی کرتا رہا، ہندوستان میں نظام قضا کی ایک تابناک تاریخ رہی ہے، نظام قضا کے سلسلہ میں امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ موجودہ دور میں سب سے نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔

امارت شرعیہ کے چوتھے امیر اور بانی مسلم پرسنل لا بورڈ امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ رحمانی نوراللہ مرقدہٗ نے مسلم پرسنل لا بورڈ کے قیام کے بعد تحریک قیام دارالقضا کو عملی شکل دینے کے لئے بورڈ کی ذمہ داریوں میں شامل کیا اور اس وقت بورڈ کی سرگرمیوں میں اس کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

اس تحریک کی افادیت کی خاطر بورڈ وقتاً فوقتاً اس موضوع پر کتابچے بھی شائع کرتا رہتا ہے۔ زیر نظر رسالہ بانی مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ کے ان مقالات پر مشتمل ہے جو نظام قضا اور قیام قضا سے متعلق تھے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپریل ۲۰۱۲ء میں افادہ عام کی غرض سے رسالہ کی شکل میں طبع کرایا، اسمیں پہلا تحریری خطبہ ''دارالقضا کا قیام شرعی ذمہ داری'' کے عنوان سے ہے، اسمیں قضاء کی مشروعیت، ہندوستان میں قضا کی مختصر تاریخ اور قاضی کی صفات وغیرہ جیسے عنوانات پر روشنی ڈالی گئی ہے، حضرت امیر شریعتؒ کا دوسرا خطبہ ''قضا کا محکمہ مسلمانوں کی زندگی کا لازمی حصہ'' کے عنوان سے ہے، جسمیں قضا کے طریقہ کار اور نظام قضا کو وسیع کرنے کی ضرورت پر روشنی

ڈالی ہے اور تیسرا خطبہ ''اسلامی حکم کے مطابق فیصلہ ہر صاحب ایمان کی ذمہ داری'' جسمیں قضا کے کاموں کی اہمیت اور تربیت قضا کے فوائد اور طریقہ کار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

قضا اور نظام قضا کے موضوع پر یہ رسالہ بڑا اہم ہے اور قضا کے کام کرنے والوں کے لئے ایک نمونہ ہے، قضاء کے موضوع پر حضرت بانی جنرل سکریٹریؒ کے ان رسالوں کی بڑی اہمیت ہے، اور آج بھی ان رسالوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور پسند کیا جاتا ہے۔

ان خطبات کا مجموعہ مسلم پرسنل لا بورڈ کی طرف سے پہلی بار مارچ ۲۰۱۲ء میں شائع ہوا اور پسندیدگی وقبولیت کی نگاہ سے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور اس کا اب دوسرا ایڈیشن شائع کیا جارہا ہے۔ امید ہے کہ لوگوں کو اس سے روشنی ملے گی اور وہ ان ہدایات کو مشعل راہ بنا کر تحفظ شریعت اور تنفیذ شریعت کا سفر طے کریں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی امت کو اس سے زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے۔

محمد ولی رحمانی
جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

۱۴/رجب المرجب ۱۴۳۸ھ
۱۲/اپریل ۲۰۱۷ء

دار القضاء کا قیام شرعی ذمہ داری

علماء اسلام کا ہر دور کا فیصلہ

خطبہ افتتاحیہ

بموقع: مرکزی دار القضاریاست کرناٹک بنگلور

۱۱/۱۰/۱۹۸۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العلمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین و علی الہ و اصحابہ اجمعین.

امابعد! حق تعالیٰ کے فضل وکرم اوراس کی مہربانیوں اورعنایتوں کا اعتراف کس طرح کیا جائے اوراس کا شکر کن الفاظ کے ذریعہ ادا کیا جائے۔ بندۂ نافرمان اس سے عاجز ہے۔اس سے بڑا فضل وکرم اور کیا ہوگا کہ حق جل مجدہ نے مجھ نااہل ونا کارہ کو آج دارالقضاء صوبہ کرناٹک کے افتتاح کا موقعہ عنایت فرمایا۔

الحکم بین الناس بالحق ''قضاء'' ہے۔قرآن نے سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کواس طرح مخاطب کیا:

یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللّٰہ

اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا اس لئے تم انصاف کے ساتھ حکومت کرو،اورخواہش پر نہ چلو یہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گا۔

حق یعنی احکام خداوندی کے تحت ہی فیصلہ کرنا قضاء ہے،ظاہر ہے کہ رفع ظلم کرنا اور ہر شخص کواس کا پورا حق دلانا،مظلوم کی پکار سننا اور یہ سارے کام احکام الٰہی کی روشنی میں انجام دینا،اس سے بڑا کار ثواب اور کیا ہوگا،عدل وانصاف اسلام کا امتیازی نشان ہے اور قضاء کی سب سے بڑی خصوصیت عدل ہی ہے،اس کیلئے ہر مسلمان مامور ہے فرمایا گیا۔

و اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل

اورجب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو انصاف سے۔

اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ قضاء سب سے بڑا خیر ہے تو صحیح ہوگا۔اسی لئے فرمایا گیا۔**عدل ساعۃ خیر من عبادۃ سبعین سنۃ**۔لہٰذا اگر میں یہ کہوں کہ دارالقضاء کا افتتاح میں اپنے لئے سعادت دارین کا باعث سمجھتا ہوں تو یہ بالکل صحیح ہوگا۔اوراس وقت میرا یہ فرض ہوگا کہ حضرت امیر شریعت مولانا ابوالسعود احمد صاحب دامت برکاتہم کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کروں کہ انہوں نے مجھے اتنے بڑے خیر میں حصہ لینے اوراس کی تھوڑی سی ذمہ داری قبول کرنے کا موقعہ عنایت فرمایا۔ **فجزاھم اللّٰہ.**

ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ دارالقضاء کی یہ عمارت جس کا آج افتتاح ہورہا ہے۔موجودہ دور میں اپنی مثال آپ ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساری چیز سوچ سمجھ کراور قضاء کی ساری ضروریات اوراس کے متعلقات کو سامنے رکھ کر بنائی گئی ہے۔ جہاں پورے اطمینان وسکون کے ساتھ قاضی اپنے فرائض کوخواہ وہ مقدمے کی سماعت کے سلسلہ میں ہو یا اس کے فیصلے کی شکل میں انجام دے سکتا ہے۔ یہ بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے۔

اس لئے میرا فرض ہے کہ میں کرناٹک کے تمام مسلمانوں کا اوران تمام حضرات کا،جنہوں نے دامے،درمے،قدمے،سخنے اس بے مثال دارالقضاء کی تعمیر میں تعاون کیا ہے شکریہ ادا کروں۔اوران تمام حضرات کیلئے بارگاہ ایزدی میں دعاء کروں کہ حق تعالیٰ ان کے ایمان و یقین میں اضافہ فرمائے،انہیں اعمال صالحہ کی بیش از بیش توفیق بخشے،اجر عظیم عطا فرمائے، اورصلاح وفلاح دارین نصیب کرے۔آمین

قضاء کی مشروعیت

قضاء کی مشروعیت بلکہ اس کے وجوب سے کون انکار کرسکتا ہے۔قرآن میں ارشاد ہوا۔

وان احکم بینھم بما انزل اللّٰہ

اور یہ فرمایا: اللہ نے جو اتارا ہے اس کے مطابق فیصلہ کرو۔

دوسری جگہ فرمایا گیا:

انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ

(نساء)

بیشک ہم نے تجھ پر سچی کتاب نازل کی تاکہ تم لوگوں میں انصاف کرو اس طرح جیسا کہ اللہ نے دکھایا ہے،

اور جیسا کہ اوپر کی آیت میں گذرا، کہ حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو، اور پھر سارے ایمان والوں کو مخاطب کر کے فرمایا گیا:

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً (نساء)

تمہارے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ اپنے جھگڑوں کا فیصلہ تم سے نہ کرائیں، اور جو فیصلہ تم نے کیا، اسے مان لیں اور اپنے دل میں کوئی خلش محسوس نہ کریں۔

احادیث کا مطالعہ ہمیں بتلاتا ہے کہ حضرت اقدس جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد صحابہ کرامؓ کو اپنی حیات مبارکہ ہی میں قضاء پر مامور فرمایا تھا۔

وقد ولی النبی ﷺ من الصحابة علی القضاء فی حیاته کعمر بن الخطاب و علی بن ابی طالب ومعاذ بن جبل و عتا بن اسیدؓ

اور جب قضاء کی مشروعیت اور اس کا وجوب کتاب وسنت سے ثابت ہے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ اس پر امت کا اجماع نہ ہوتا۔ ابن قدامہؒ نے لکھا ہے۔

واجمع المسلمون علی مشروعیة نصب القضاء والحکم بین الناس

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے

مشہور جملے کی گہرائی وسچائی پوری طرح واضح ہوجاتی ہے۔ **ان القضاء فریضة محکمة و سنة متبعة**۔ یہ قضا ثابت شدہ فریضہ ہے۔ اور ایسی سنت ہے جس کی اتباع ہمیشہ کی گئی ہے۔

فقہاء کرام نے بھی مسئلہ قضاء کو وہی اہمیت دی جس کا وہ مستحق تھا۔ مشہور فقیہ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''جاننا چاہئے کہ حق کے ساتھ فیصلہ کرنا ایمان باللہ کے بعد اہم ترین فریضہ ہے وہ عظیم ترین عبادت ہے۔ اسی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے لفظ ''خلافت'' حضرت آدمؑ کیلئے استعمال کیا اور فرمایا ''میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں'' اور اسی بنا پر حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خلیفہ کہا گیا (داؤد) میں نے تجھے زمین پر خلیفہ بنایا۔ اور اس کام کا حکم تمام پیغمبروں کو دیا گیا یہاں تک کہ خود آنحضور ﷺ بھی اس کیلئے مامور تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''میں نے تورات نازل کی جس میں ہدایت ہے اور نور ہے۔ اس کے ذریعہ انبیاء فیصلے کرتے ہیں اور دوسری جگہ فرمایا گیا، ''آپ فیصلہ کیجئے ان کے درمیان اللہ کے بھیجے ہوئے قانون کے موافق اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے، قضاء کی یہ عظمت وشرافت اس لئے ہے کہ حق کے ساتھ فیصلہ کرنا عدل کا اظہار ہے۔ اور عدل ہی پر آسمان وزمین قائم ہیں۔ اور اس قضا میں ظلم کا مٹانا ہے اور رفع ظلم ہی عقل کا مدعا ہے۔ اور اس قضاء کے ذریعہ مظلوم کے ساتھ انصاف ہوتا ہے۔ اور مستحق کا حق پہونچتا ہے اس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ اور انہی مقاصد سے انبیاء اور رسول مبعوث ہوئے اور خلفاء راشدین اسی میں مشغول رہے۔''

مذکورہ بالا بیان سے جو انتہائی اختصار کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ ''قضاء'' کی ضرورت اس کی اہمیت اس کی مشروعیت اور اس کا وجوب واضح ہو جاتا ہے۔ اور الحمد للہ اس کی غیر معمولی حیثیت کو اسلام کی پوری تاریخ میں ہمیشہ اچھی طرح محسوس کیا گیا۔ اور اس فریضہ کی ادائیگی سے کبھی غفلت نہیں برتی گئی۔ خود حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں قضا کا پورا اہتمام تھا حضرت اقدس ؐ بذات خود مظلوموں کی فریادیں سنتے، انہیں ان کا حق دلواتے۔ اور کتاب و وحی کی روشنی میں باہمی معاملہ کا فیصلہ فرماتے، اسی کے ساتھ آپ ؐ نے سیدنا عمر ابن الخطاب، سیدنا علی بن ابی طالب، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم وغیرہ کو منصب قضاء پر فائز فرمایا۔ حضرت عتاب ابن اسیدؓ کو مکہ کا قاضی متعین فرمایا۔ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا قاضی بنا کر روانہ فرمایا۔ تقرر قضاء ہی کے سلسلہ میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت اقدس ﷺ سے یہ دعاء پائی کہ ''اللہ تمہارے دل کی رہنمائی کرے اور تمہاری زبان کو لغزش سے بچائے''

سیدنا ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں خود حضرت عمرؓ قضاء کا کام انجام دیا کرتے تھے، اور آپ نے شعبہ قضاء کو منظم کیا۔ مناسب مقامات پر عدالتیں قائم کیں، اور قضاء کے اصول و آئین پر ایک فرمان لکھا، حضرت زید بن ثابتؓ مدینہ منورہ میں، کعب بن سور الازدیؒ بصرہ میں، عبادۃ بن الصامتؓ فلسطین میں، اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے بعد قاضی شریح کوفہ میں منصب قضاء پر فائز تھے۔ ان اجلہ صحابہؓ کے علاوہ جمیل بن معمر الجمحی، ابومریم حنفی، سلمان بن ربیعہ الباہلی، عبدالرحمٰن بن ربیعہ، ابومرہ الکندی، عمران بن الحصین رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہم کو سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں قاضی مقرر فرمایا، بنوامیہ اور بنوعباس کے زمانہ میں بھی محکمۂ قضاء سے غفلت نہیں برتی گئی، ہر مسلم حکومت میں محکمۂ قضاء قائم رہا، اور قاضی مقرر کئے جاتے رہے، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بنوعباس ہی کے زمانہ کے قاضی القضاۃ ہیں۔ انہوں نے شرق

سے غرب تک پوری اسلامی مملکت میں شعبہ قضاء کو پھیلا دیا۔ **والیہ تولیۃ القضاء فی الآفاق من الشرق الی الغرب** (جواہر ج۲ ص۲۲۱) قاضی حفص ابن غیاثؒ، قاضی شریکؒ، قاضی عبداللہ ابن حسنؒ، قاضی نوح ابن دراجؒ تلمیذ حضرت امام ابوحنیفہؒ وغیرہم اس دور کے مشہور قاضی گذرے ہیں۔ اور حضرت امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن الحسنؒ، یحییٰ ابن اکثمؒ، ابومحمد ابن الاکفانی الحنفیؒ، احمد بن محمد المازریؒ نے قاضی القضاۃ کے منصب کو عزت بخشی ہے۔ پھر مصر واندلس میں بھی محکمۂ قضاء پورے اہتمام سے کام کرتا رہا۔ عمران ابن بشیرؒ، بشیر ابن قطنؒ، عبداللہ بن موسیٰؒ، حمید ابن محمدؒ وغیرہ قابل ذکر قاضیوں میں ہیں۔ اور قاضی ابن عمرانؒ، قاضی محمد بشیرؒ، قاضی عیسیٰ ابن یحییٰؒ اور قاضی منذرؒ اپنے اپنے وقت میں قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز رہے ہیں۔

اسی طرح سسلی، تیونس اور مصر میں قاضی ابوالحسن علی ابن مغرضؒ، ابوحفص عمر ابن خلفؒ کا نام قضاۃ کی فہرست میں آتا ہے۔ اور مصر کے مشہور قاضی بکار ابن قتیبہؒ اپنی حق گوئی اور انصاف پسندی میں بڑی شہرت رکھتے ہیں۔ اور رشید ابن احمد قاسمؒ تیونس میں اور ابوطاہر محمد ابن احمدؒ مشہور قاضی القضاۃ گذرے ہیں۔

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے دور میں قاضی الفاضل ابوعلی بن عبدالرحیمؒ اور حلب کے قاضی القضاۃ بہاؤالدینؒ بڑے نامور قاضی گذرے ہیں، سلطان بیبرس کے مشہور ''عدلیہ'' کے ارکان اربعہ قاضی تاج الدین الشافعیؒ، قاضی صدرالدین سلیمان الحنفیؒ، قاضی شرف الدین عمر المالکیؒ، قاضی شمس الدین **الحنبلیؒ** نے مسند قضاء کو زینت بخشی ہے۔

خلافت عثمانیہ کے دور میں قاضی عزالدینؒ اور شیخ الاسلام مولانا علاء الدین جمالیؒ مشہور قضاۃ گذرے ہیں۔

تاریخ طویل ہے۔ اب ہندوستان آیئے، ہندوستان میں بھی مسلم حکمرانوں اور بادشاہوں کے زمانے میں محکمۂ قضاء قائم رہا، دین سے غافل بادشاہوں نے بھی اس شعبہ سے

غفلت نہیں برتی، غزنوی عہد میں قضاء کا نظام قائم تھا، سلطان شہاب الدین کے زمانے میں قاضی حضرات بادشاہ کے سامنے مقدمات کی سماعت اور فیصلے کرتے تھے۔ (تاریخ ملت ج ۱۰ ص ۱۰۵)

سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں قاضی کبیر الدینؒ، قاضی سعد الدین کردیؒ وغیرہ ممتاز قاضی گذرے ہیں، رضیہ سلطانؒ نے تو قاضیوں کی کونسل ہی بنائی تھی، عہد خلجی میں سلطان محمد تغلقؒ اور فیروز شاہ کے زمانے میں بھی نظام قضاء کا پتہ چلتا ہے۔ مولانا صدر الدینؒ، مولانا جلال الدینؒ، قاضی شہاب الدین دولت آبادیؒ، قاضی عبد المقتدرؒ اور قاضی عابدؒ وغیرہ نے بڑی شہرت حاصل کی۔ اکبر کا دور بھی محکمۂ قضاء اور قاضی سے خالی نہیں رہا، شاہ جہاں نے بھی ملا عبد الحکیم سیالکوٹیؒ کے صاحبزادے ملا محمد فاضلؒ کو قضاء کے منصب پر مامور کیا۔ حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں قاضی عبد الوہابؒ، قاضی صدر الدین ہرگامیؒ، قاضی محمد حسین جونپوریؒ، قاضی شہاب الدین گوپامئویؒ وغیرہ نامور قاضی گذرے ہیں۔ حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد گرچہ سلطنت مغلیہ پر زوال کے آثار نمایاں ہوگئے، لیکن نظام قضاء باقی رہا، قاضی قطب الدین گوپامئویؒ، قاضی احمد سندیلویؒ، قاضی محب اللہ بہاریؒ صاحب سلم العلوم، قاضی محمد اسمٰعیلؒ قاضی القضاۃ مدراس، قاضی صدر الدین خاں آزردہؒ، (استاذ حضرت نانوتوی وحضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہما) وقاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ صاحب تفسیر مظہری و مالابدمنہ، یہ آخری دور کے قضاۃ ہیں جن سے ہندوستان کو عدل وانصاف بھی ملا اور علم بھی پھیلا۔

جب مغل شاہزادوں نے مجبور ہوکر اپنے اختیارات ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالہ کئے تو اس میں بھی محکمۂ قضاء کو باقی رکھنے کی شرط موجود ہے۔ چنانچہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے دور میں بھی قاضی کے مشورہ کے بغیر کسی مقدمہ کا فیصلہ نہیں کیا جاتا تھا۔ لیکن انگریزوں نے آہستہ آہستہ محکمۂ قضاء کو ختم کردیا۔ اور اسلام کے معاشرتی قانون اور اس سے متعلق فیصلہ کو عام عدالتوں کے حوالہ کردیا جس کے نفاذ کیلئے مسلم وغیر مسلم کی کوئی شرط باقی نہ رہی۔ اور پھر

عدالتوں نے ایسے ایسے فیصلے کئے جو کسی طرح اسلامی اور شرعی فیصلے نہیں کہے جاسکتے۔
کے خاتمہ قضاء سے ہندوستان کے مسلمانوں کی دینی بنیاد ہل گئی۔ پھر بہت سے حساس اور اصحاب فکر علماء نے دار القضاء اور محاکم شرعیہ کے قیام کی سعی کی۔ لیکن کامیابی حضرت مولانا ابو المحاسنؒ کیلئے مقدر تھی، آپ نے صوبہ بہار واڑیسہ کیلئے امارت شرعیہ قائم کی اور محکمۂ قضاء کا عمل وجود میں آیا۔ اور قاضی کا تقرر ہوا۔ اور آج یہاں بنگلور میں امارت شرعیہ کا قیام اور دار القضاء کا افتتاح اسی نعرۂ مستانہ کی صدائے بازگشت ہے جو حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۱۹ء میں لگایا تھا، حق تعالیٰ حضرت مرحوم کے مراتب بلند فرمائے اور ان کی قبر پر ہمیشہ رحمت برساتا رہے۔

منصب قضاء:

قضاء کا منصب بڑا اہم ہے اور اس سے صرف دنیاوی ہی نہیں دینی مصالح وابستہ ہیں، جو منصب جتنا اہم ہوگا، اس کی اہلیت کی شرطیں بھی اتنی ہی اونچی ہوں گی۔ لیکن ہم اور آپ خیر القرون سے بہت دور آچکے ہیں۔ اس لئے قاضی کی اہلیت وصلاحیت کے لئے گذرے ہوئے زمانوں کا معیار اس وقت تلاش کرنا مناسب نہ ہوگا۔ بلکہ یہ کام سے بھاگنے کی اچھی تدبیر ہوگی۔ اس وقت ہمیں قاضی کے تقرر کے لئے تین بنیادی شرطیں بہرحال ملحوظ رکھنی ہوں گی۔

علم:

علم تو قاضی کیلئے لازم ہی ہوگا، کیونکہ قضاء تو نام ہی ہے ''الحکم بما انزل اللّٰہ'' کا جب تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے احکام کا علم نہ ہوگا فیصلہ کس طرح کرے گا۔ قاضی ابو یعلیٰؒ نے لکھا ہے کہ احکام شرعیہ کا علم قاضی کے لئے ضروری ہے۔ اور

اسے جناب رسول اللہ ﷺ کی سنتوں سے بھی واقف ہونا چاہئے اور سلف نے جن امور پر اجماع کیا ہے، اس سے بھی اسے بے خبر نہیں رہنا چاہئے۔ اور قاضی کو اس کا اہل ہونا چاہئے کہ مسائل مختلف فیہ میں مجتہدانہ رائے قائم کر سکے۔

عقل وفہم:

عقل وفہم تو ایک بے بہا نعمت ہے جو انسانوں میں بہت تھوڑے لوگوں کو ملتی ہے اور دنیا و دین کے ہر مسئلہ میں کام آتی ہے۔ اور قضاء میں تو اس کی ہر قدم پر ضرورت پڑتی ہے۔ اس لئے قاضی اگر بے عقل اور نافہم ہو تو وہ منصب قضاء کی ذمہ داریوں کو انجام دے ہی نہیں سکتا ہے۔ حضرت اقدس جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ ابن جبلؓ کو قاضی بنا کر یمن بھیجنا چاہا، جانے سے پہلے آپ نے کچھ سوالات کئے اخیر میں حضرت معاذ بن جبلؓ نے جواب دیا کہ اگر فیصلہ کرنے کیلئے مجھے کتاب وسنت میں کوئی چیز نہ ملی تو اجتہاد سے کام لوں گا۔ آپ نے معاذؓ کے اس جواب پر مسرت کا اظہار فرمایا۔ تو کیا یہ اجتہاد عقل و فہم کے بغیر ممکن ہے؟

عدالت:

عدالت کی شرط بھی قاضی کے لئے لازمی ہے، اس کے پاس تو لوگ آتے ہی ہیں عدل وانصاف کیلئے، قرآن میں ارشاد ہوا **و اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل** (جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو اللہ کا حکم یہ ہے کہ انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو) دوسری جگہ یہودیوں کے سلسلہ میں فرمایا گیا: **و ان حکمت فاحکم بینھم بالقسط**۔ (اگر آپ فیصلہ کریں تو ان کے مابین انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے) ـــــــ اسلام نے عدل وانصاف کو صرف مسلمانوں

کے ہی درمیان ضروری قرار نہیں دیا بلکہ ساری مخلوقات کیلئے عدل وانصاف کا حکم ہے۔ جس کی حیرت میں ڈالنے والی مثالیں قرون اولیٰ کے اندر ملتی ہیں۔ بعض باتیں اور صفتیں ایسی ہیں جن سے قاضی کو بہر حال پاک ہونا چاہئے۔ وہ چیزیں اور صفتیں اگر قاضی کے اندر پائی جائیں تو وہ کسی طرح قضاء کا اہل نہیں، اس میں سب سے اہم اور بنیادی چیز رشوت ہے، یعنی قضاء و فیصلہ کو پیسے دے کر خریدنا، رشوت قطعاً حرام ہے لینے والا اور دینے والا دونوں مجرم و گنہگار ہیں، رشوت لینے والا قاضی انصاف نہیں دے سکتا۔ ہر زمانہ میں رشوت کی مختلف شکلیں نکلتی رہتی ہیں، صرف روپے دینا ہی رشوت نہیں ہے، اس زمانہ کی ڈالیاں اور پارٹیاں دینا بھی رشوت ہیں، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قاضی شریحؒ سے فرمایا۔ **لا تشترو لا یبع و لا ترتش**، (نہ تجارت کرو اور نہ رشوت لو) لالچ وطمع بھی قاضی کیلئے سم قاتل ہے۔ اگر قاضی کی نگاہ دوسروں کی جیبوں پر ہوگی تو وہ صلاح وتقویٰ کو کھو بیٹھے گا۔ اور پھر وہ صحیح و عادلانہ فیصلے نہ کر سکے گا، امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک قاضی کا امتحان لینے لگے تو سوال فرمایا ''قضاء'' کی صلاح کس طرح ممکن ہے؟ قاضی نے جواب دیا ''ورع'' (پرہیزگاری) کے ذریعہ، حضرت علیؓ نے پوچھا اور اس کا فساد کیا ہے؟ قاضی نے جواب دیا ''طمع'' (لالچ) حضرت علیؓ نے فرمایا ''قضاء'' تیرا حق ہے...... (مبسوط ج۱۶ ص۱۷)

اسی طرح قاضی کو مغلوب الغضب نہیں ہونا چاہئے اور اگر اسے غصہ آتا ہو تو غصہ کی حالت میں مقدمہ کی سماعت اور فیصلہ نہیں کرنا چاہئے۔ فقہاء کرام نے اور متعدد شرطیں قضاء کی اہلیت کیلئے لکھی ہیں۔ مثلاً اسلام، بلوغ، عقل ظاہر ہے کہ یہ تو ہر دینی کام کیلئے ضروری ہے۔ فقہاء نے منصب قضاء کیلئے مرد ہونا بھی ضروری لکھا ہے۔ القضاء فی الاسلام ص۳۸ پر لکھا ہے۔ ''**وذھب جمھور الفقھاء الی عدم جواز ولایة المرأة للقضاء مطلقاً**'' (جمہور فقہاء نے عورتوں کیلئے ولایت قضاء کو مطلقاً ناجائز قرار دیا ہے) قرآن میں ارشاد ہوا۔ **الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللّٰہ بعضھم علی**

بعض (نساء) (مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر) اور حضرت اقدس جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ **لن یفلح قوم ولو امرھم امرأۃ** (بخاری کتاب الفتن والمغازی) کوئی قوم عورتوں کو ولی بنا کر ہرگز فلاح نہیں پا سکتی) قضاء کے اصول پر یعنی فیصلہ کس طرح کیا جائے اور فیصلہ کرنے میں کن باتوں پر نظر رکھی جائے فقہاء کرام نے ان سے متعلق تفصیلی بحثیں کی ہیں۔ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا وہ خط جو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا گیا تھا۔ باب قضاء میں اصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس خط کو امام سرخسیؒ نے ''مبسوط'' میں اور صاحب بدائع نے نقل کیا ہے، اور اس کے بارے میں فقہاء کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ۔

''**ھذہ الرسالۃ اصل فی ماتضمنتہ من اصول القضاء** ''یعنی یہ خط قضاء کے اصول اور اس کے متعلقات میں اصل ہے۔ اختصار کے پیش نظر خط کا خلاصہ درج کیا جارہا ہے۔

امابعد!

(۱) بالتحقیق ''قضاء'' فریضہ محکم ہے۔ اور ایسی سنت ہے جس کی ہمیشہ پیروی کی گئی ہے۔

(۲) مقدمہ کے تمام پہلوؤں پر اچھی طرح غور کرلو، سمجھ لو، اور پھر فیصلہ کرو۔

(۳) فریقین کے ساتھ ایک سا برتاؤ کرو۔

(۴) مدعی کے ذمہ ''بینہ'' اور مدعی علیہ کے اوپر ''حلف'' ہے۔

(۵) مسلمانوں کے درمیان ہر صلح جائز ہے لیکن ایسی صلح جو حلال کو حرام کردے یا حرام کو حلال کردے جائز نہیں۔

(۶) اگر تمہیں اپنے سابقہ فیصلہ پر غور وفکر سے پہلے سے بہتر رہنمائی ملی تو تمہیں فیصلہ بدلنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہئے۔

(۷) جس مقدمہ کا حل تمہیں قرآن وسنت میں نہ ملے اس میں خوب غور وفکر سے کام لو۔ اس جیسے معاملات و دفعات کا علم حاصل کرو، اس کے بعد قیاس واجتہاد کے ذریعہ تمہاری جو رائے حق سے قریب تر ہو اس کا فیصلہ کرو۔

(۸) جو شخص غیر موجود حق، یا گواہ کا دعویٰ دار ہو، اسے حاضر کرسکنے کی مہلت دو۔

(۹) ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان پر گواہی دینے کا حق ہے۔ مگر وہ جس کو جھوٹی تہمت پر حد لگ چکی ہو یا جس کے بارے میں جھوٹی گواہی دینے کا تجربہ ہو چکا ہو یا جس نے غلط ولی کی طرف یا غلط حسب ونسب کی طرف اپنے کو منسوب کیا ہو۔

(۱۰) خبردار! حق وانصاف کے موقع کو اپنے غصہ، اکتاہٹ، اور چڑچڑاپن سے بچاؤ۔

(۱۱) جو شخص اپنی نیت میں اخلاص رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں اس کی کفالت کرتا ہے۔ اور جو شخص خلاف واقعہ ریا و دکھلاوا کرتا ہے خدا اسے داغدار کردیتا ہے۔ پس خدا کے دنیاوی انعام اور اس کی آخری رحمت سے متعلق اچھی طرح سوچو''

یہ چند مختصر باتیں قضاء کے سلسلے میں بیان کردی گئیں۔ تفصیل کیلئے کتب فقہیہ کا مطالعہ کیا جائے۔ مجھے پوری امید ہے کہ حضرت امیر شریعت مولانا ابوالسعود صاحب دامت برکاتہم نظام قضاء کے قیام اور نصب قاضی میں ان امور کو پیش نظر رکھیں گے۔ آخر میں اس سمع خراشی کیلئے آپ حضرات سے معذرت خواہ ہوں حق تعالیٰ ہم سبھوں کو اپنے احکام کا پابند اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کا متبع بنادے...... خدا کرے یہ دارالقضاء کامیابی کے ساتھ چلے۔ اور اس کے ذریعہ پورے صوبہ میں اسلامی قضاء اور دینی ماحول پیدا ہو۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

منت اللہ غفرلہ

۱۱/اکتوبر ۱۹۸۷ء

قضاء کا محکمہ

مسلمانوں کی زندگی کا لازمی حصہ

خطبہ صدارت

بموقع: تقریب رسم اجراء ''اسلامی عدالت'' غالب اکیڈمی نئی دہلی

۱۸/دسمبر ۱۹۸۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہ لا شریک له والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد لا نبی بعدہ فان القضاء فریضة محکمة و سنة متبعة (عمر بن الخطاب)

حق تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، اور اس کی خاطر پوری کائنات آباد کی گئی، انسان کی ضرورت اور سہولت کیلئے ساری چیزیں بنائی گئیں، اور انسان کیلئے راہ زندگی متعین کی گئی، تا کہ اس راہ پر چل کر کامیاب ہو، اچھے اور برے کی تمیز اس کی فطرت میں رکھی گئی، ساتھ ہی خیر وشر کے ناپنے کا پیمانہ بھی دیا گیا، تا کہ خلقی کمزوریوں اور جبلی کثافتوں کی وجہ سے اگر وہ اپنے دائرہ سے آگے بڑھنا چاہے تو وہ پیمانۂ خیر وشر اور پیمانۂ حق وہدایت سے حقوق وفرائض بتائے اور حدود کو سمجھنے اور دائرہ میں رہنے کی تلقین کر سکے۔

لیکن ہوتا یہ رہا ہے کہ انسان اپنے فرائض کی انجام دہی میں سست اور کبھی غافل رہتا ہے، مگر اپنے حقوق سے بڑھ کر حاصل کرنے میں چست نظر آتا ہے، اس کے بڑھے ہوئے حوصلے قدرت کے بنائے ہوئے اخلاقی اور قانونی دائرہ کو توڑنا چاہتے ہیں، اور انسان زیادہ کی طلب میں، کبھی قوت کے اظہار کی غرض سے، کبھی دوسروں کو پریشان کرنے کی خاطر اور کبھی کبھی صرف غلط فہمی کے نتیجہ میں دوسروں کے حقوق پامال کرتا ہے۔

باہمی اختلاف اور نزاع کی بنیاد یہی ہے، اور جب یہ بنیاد پڑ جاتی ہے تو دور تک اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں یہ اختلافات کبھی تو حق سلبی اور حق تلفی اور تعلقات کے خاتمہ پر ختم ہوجاتے ہیں اور کبھی کبھی حق تلفی کے بعد حملے اور جوابی حملے، اتہام اور بہتان طرازی اور قتل وغارت گری تک پہونچتے ہیں، ایسے مواقع پر ظلم کو روکنے، حق دار کو حق

دلوانے، ہر شخص کو اپنے متعین دائرہ میں رکھنے اور فرائض کا پابند بنانے کا نام عدل ہے۔

یہ عدل وانصاف معاشرہ کی اہم ترین ضرورت ہے، اسی لئے فرمایا گیا۔ ”**عدل ساعة خیر من عبادة سبعین سنة**“ امام سرخسیؒ نے کہا ہے ”**وبالعدل قامت السموات والارض**“ اسی عدل کے ذریعہ آسمان وزمین قائم ہیں، اور یہی عدل وانصاف قضاء اسلامی کا خلاصہ ہے دوسرے لفظوں میں ”**الحکم بین الناس بالحق**“ یعنی حق اور سچائی کے ساتھ لوگوں کے درمیان حکم وفیصلہ کرنا ”قضاء“ ہے جس کے بارے میں سیدنا عمر بن الخطابؓ نے فرمایا کہ **ان القضاء فریضة محکمة و سنة متبعة**

حق تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام کو اس طرح مخاطب کیا تھا:

”**یاداؤد انا جعلناک خلیفة فی الارض فاحکم بین الناس بالحق**“

اے داؤد ہم نے تمہیں زمین پر نائب بنایا تو تم لوگوں کے درمیان حق اور سچائی کے ساتھ حکم کرو“ پھر قرآن نے عام حکم دیا: **وان احکم بینهم بما انزل اللّٰہ**۔ انہیں **بما انزل اللّٰہ** کے مطابق حکم کرو، قرآن مجید کے مذکورہ بالا احکام کے بعد قضاء کی اہمیت اور مشروعیت سے کون انکار کرسکتا ہے؟

امام سرخسیؒ نے لکھا ہے کہ حق کے ساتھ فیصلہ کرنا، ایمان باللہ کے بعد اہم ترین فریضہ ہے اور وہ عظیم ترین عبادت ہے۔ ”قضاء“ کے ذریعہ ظلم مٹایا جاتا ہے۔ مظلوم کے ساتھ انصاف ہوتا ہے اور مستحق کو اس کا حق ملتا ہے۔ قضاء میں امر بالمعروف بھی ہے اور نہی عن المنکر بھی، ان ہی مقاصد کیلئے انبیاء کرام مبعوث ہوئے۔ اسلامی تاریخ کو اٹھا کر دیکھئے کوئی عہد، کوئی اسلامی مملکت اور کوئی مسلم ملک آپ کو دار القضاء اور قاضی سے خالی نہیں ملے گا۔ ہر دور میں ہر مسلم مملکت نے اس کا پورا اہتمام کیا ہے۔

اپنے اس ملک ہندوستان میں بھی مسلم حکمرانوں اور بادشاہوں کے زمانہ میں

محکمۂ قضاء قائم رہا، دین سے غافل سلاطین نے بھی اس شعبہ سے غفلت نہیں برتی۔ مغلیہ عہد میں بھی قضاء کا نظام پوری طرح قائم تھا۔ حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ کے بعد گرچہ سلطنت مغلیہ پر زوال کے بادل منڈلا رہے تھے لیکن نظام قضاء باقی رہا۔ قاضی احمد سندیلویؒ، قاضی محمد اسماعیلؒ قاضی القضاۃ مدراس، قاضی محبّ اللہ بہاریؒ صاحب سلم العلوم، قاضی صدرالدین خاں آزردہؒ (استاد حضرت نانوتوی وحضرت گنگوہی رحمہما اللہ) قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ صاحب تفسیر مظہری آخری دور کے قضاۃ ہیں جن سے ہندوستان کو عدل و انصاف بھی ملا، اور علم کی روشنی بھی!

جب مجبور ہوکر مغل شہزادہ نے حکومت کے اختیارات ''ایسٹ انڈیا کمپنی'' کے حوالہ کئے تو ایک معاہدہ ہوا اس میں بھی محکمۂ قضاء کو باقی رکھنے کی شرط تھی کمپنی کے زمانہ میں مسلمانوں کے مقدمات کے فیصلے کیلئے قاضی کی تعیین اسی شرط کا اثر ہے۔

لیکن انگریزوں نے تدریجاً محکمۂ قضاء کو ختم کردیا اور اس طرح کے تمام معاملات اور مقدمات عام عدالتوں کے حوالے کردیئے گئے۔ جس سے مسلمانوں کی گھریلو زندگی اور ان کی معاشرت کو غیر معمولی نقصان پہنچا۔ چنانچہ ڈبلو، ڈبلو، ہنٹر نے ''ہمارے ہندوستانی مسلمان'' نامی کتاب میں نظام قضاء کے خاتمہ اور اس سے پہونچنے والے نقصانات کو اس طرح لکھا ہے:۔

> ''مسلمانوں کو ہم سے شکایت ہے کہ ہم نے ان سے مذہبی فرائض و واجبات پورا کرنے کے ذرائع چھین لئے۔ اور اس طرح روحانی اعتبار سے ان کے ایمان کو خطرہ میں ڈال دیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ باقاعدہ قاضیوں کی غیر موجودگی میں مسلمانوں کے لئے ناممکن ہے کہ وہ اپنی زندگی مذہبی قواعد کے ساتھ بسر کرسکیں۔ ان کی اجازت بعض مذہبی مراسم میں نہیں بلکہ مسلمانوں کی روزمرہ کی

> زندگی میں بھی کئی ایک چھوٹے مسئلے ایسے پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کا صحیح حل قاضی ہی کرسکتا ہے۔''

اس قضاء کے خاتمہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان نظام قضاء کو گویا بھول ہی گئے، حد یہ ہوئی کہ ہمارے مدارس اسلامیہ جہاں تفسیر، حدیث، اور فقہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور فقہ کی کتابوں میں ''کتاب القضاء'' بھی موجود ہے لیکن ہمارے مدارس نے اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جو ''کتاب العتاق'' کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ کہ نہ اب غلامی ہے اور نہ غلاموں سے متعلق مسائل بتانے کی ضرورت ہے ہمارے مدرسین خوب پڑھاتے ہیں لیکن جب ''کتاب القضاء'' پر پہنچتے ہیں تو سرسری طور پر گذر جاتے ہیں کہ نہ اب دارالقضاء ہے نہ قاضی، پھر اسے کیوں پڑھایا جائے۔

حق تعالیٰ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر رحمت کی بارش برسائے کہ انہوں نے دین کے اس اہم مگر بھولے ہوئے فریضہ کو یاد دلایا اور ان کی صحیح فکر اسلامی اور انتہائی مخلصانہ جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ بہار واڑیسہ میں الحمدللہ ترسٹھ سال سے قضاء کا نظام قائم ہے، مظلوم کی فریادرسی جاری ہے اور حقدار کو اس کا حق مل رہا ہے اور اب نظام قضاء ملک کے کئی صوبوں میں قائم کیا جاچکا ہے، اور پورے ملک میں اس نظام کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے، یہ بھی حضرت مرحوم کے اخلاص کا اثر ہے کہ آج ہم نظام قضاء سے متعلق ''اسلامی عدالت'' نامی کتاب کی رسم اجراء کے موقعہ پر یہاں جمع ہیں۔

۱۹۵۷ء میں امیر شریعت کی حیثیت سے میرا انتخاب عمل میں آیا۔ جب میں نے اپنے منصب کا چارج لیا تو امارت کے عہدہ داروں اور کارکنوں کے لئے ہدایتیں دیں جو کتاب الاحکام میں محفوظ ہیں، ان میں دارالقضاء سے متعلق چند ہدایتیں یہ ہیں:

(۱) محکمہ قضاء جو امارت کا سب سے اہم شعبہ ہے اس کے نظام کو پورے صوبہ میں پھیلانا بہت ضروری ہے، تاکہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچ سکے، اور

مقدمات کے فیصلے جلد سے جلد تر ہوسکیں اور اسلامی زندگی گذارنے میں سہولت ہو۔اس کے لئے ضرورت ہے کہ:

(الف) جن اضلاع یا کمشنری میں ممکن ہو قاضی مقرر کئے جائیں اور اس حلقہ کے مقدمات وہیں دائر ہوکر فیصلہ پائیں۔

(ب) مقرر کئے جانے والے قاضیوں کی تربیت کا نظم مرکزی دارالقضاء میں کیا جائے کہ وہ مقدمات کی سماعت اور فیصلہ کے طریقوں کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

(ج) قاضیوں کی سہولت کیلئے اردو زبان میں ایک رسالہ مرتب کیا جائے جس میں فقہ کی معتبر کتابوں کو سامنے رکھ کر قاضیوں کے اختیارات، فرائض، مقدمات میں شہادت کے شرعی اصول اور ضابطے، فسخ نکاح اور خلع کے وجوہ اور طریقے اور ان سے متعلق مسائل درج کئے جائیں، اور بطور مثال ونظیر عہد رسالت وصحابہ اور مشہور قضاۃ اسلام کے فیصلے لکھے جائیں۔ مقرر کئے جانے والے قاضی اس رسالہ کا مطالعہ کریں تاکہ اس کی روشنی میں مقدمات کے فیصلے کریں۔

خدا کا شکر ہے اخلاص سے لکھی گئی اس تحریر کا اثر ہوا، قضاء کی تربیت کا نظم کیا گیا، اور خانقاہ رحمانی مونگیر اور دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف میں کئی بار تربیتی کیمپ لگائے گئے، صوبہ کے متعدد اضلاع میں دارالقضاء کے دفتر قائم کئے گئے، اور قاضیوں کا تقرر عمل میں آیا۔ قاضیوں کی ضرورت کے پیش نظر امارت شرعیہ نے ''کتاب الفسخ و التفریق'' شائع کی، حضرت مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ (نائب امیر شریعت بہار و اڑیسہ) کی یہ تصنیف قضاۃ اسلامی کے لئے ایک علمی تحفہ ہے، اور اب اس سلسلہ کی دوسری اہم کڑی عزیز مکرم مولانا مجاہد الاسلام قاسمی قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ بہار واڑیسہ، کی یہ کتاب ''اسلامی عدالت'' ہے جو میری اس ہدایت کی تعمیل اور تیس سالہ پرانے خواب کی عملی تعبیر ہے۔ کتاب ۴۸۰ صفحات اور سات سو انتالیس دفعات پر مشتمل ہے

جو اسلامی قانون کی ترتیب و بیان کا جدید طریقہ ہے۔

کتاب کا مقدمہ بھی لائق تحسین اور قابل مطالعہ ہے جس میں فاضل مؤلف نے فقہ اسلامی کے تعارف کے ساتھ ساتھ ''قضاء'' اور ''علم ادب القاضی'' کی تاریخ بڑے جامع انداز میں بیان کی ہے، ساتھ ہی ساتھ مشہور قضاۃ اسلام کا تعارف بھی کرایا ہے، اور ان کے تفردات بھی بیان کئے ہیں۔

میرے ناقص علم کے مطابق نظام قضاء پر اردو زبان میں ایسی کوئی کتاب نہیں ہے، عربی میں بھی مسائل تو سب ملیں گے اور ظاہر ہے کہ یہ سارے مسائل قدیم کتابوں سے لئے گئے ہیں لیکن اس طرح مرتب اور قانونی شکل میں دفعہ وار کتاب شاید عربی زبان میں بھی نہ ملے۔ یقیناً اس کتاب کی ترتیب میں فاضل مؤلف کو غیر معمولی محنت کرنی پڑی ہے اور انہوں نے اپنی ذہانت اور حافظہ سے بھرپور کام لیا ہے۔

حق تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اس قیمتی تالیف کو فاضل مؤلف کیلئے باعث سعادت اور ذریعہ نجات بنائے اور دنیا و آخرت میں ان کے مراتب بلند فرمائے۔

اس قابل قدر کتاب کی اشاعت پر میں آپ تمام حضرات اور امارت شرعیہ کی طرف سے فاضل مؤلف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، اور اسلامی عدالت کا اجراء کرتا ہوں۔

منت اللہ رحمانی
خانقاہ رحمانی مونگیر

۱۸ر دسمبر ۱۹۸۸ء

اسلامی حکم کے مطابق فیصلہ

ہر صاحب ایمان کی ذمہ داری

افتتاحی خطبہ

بموقع: اجتماع تربیت قضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

۲۸/جولائی/۱۹۸۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ لاشریک لہ والصلوۃ والسلام علی محمد لانبی بعدہ'۔

امابعد!

یہ عاجز حق تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر بجالاتا ہے کہ اس بے نیاز نے محض اپنے فضل وکرم سے اس ناکارہ اور نااہل کے دور امارت میں دوسری مرتبہ تربیت قضاء کا کیمپ لگانے کی سعادت نصیب فرمائی۔ جو امارت کی پوری تاریخ میں بھی دوسرا ہی ہے۔

میرا انتخاب امیر شریعت کی حیثیت سے ۱۹۵۷ء میں ہوا اور اس وقت امارت کا دفتر خانقاہ مجیبیہ (حق تعالیٰ اس کے فیوض کو تا قیامت جاری رکھے) کے ایک گوشہ میں کھپرہ پوش گھر کے اندر تھا، میں صاحب سجادہ سے اجازت لے کر دفتر امارت شرعیہ حاضر ہوا، سرسری معائنہ کے بعد یہ بات واضح ہوئی، کہ امارت کا سالانہ آمد وخرچ اکیس ہزار روپے کا ہے۔ اور اس وقت بیت المال میں امانتوں کے سوا دو روپے ساٹھ پیسے ہیں، بزرگوں کے چھوڑے ہوئے ان پیسوں میں خدا نے بڑی برکت دی اور آج امارت شرعیہ کا سالانہ آمد وخرچ سولہ لاکھ روپئے کا ہے۔

ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مجھے سابقہ دفتر کو چھوڑنا پڑا۔ خدا بال بال مغفرت فرمائے جناب قاضی احمد حسین صاحب ایم پی ناظم امارت شرعیہ کی، کہ آپ کے ذریعہ جلد ہی حضرت مولانا قاضی نورالحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مکان دفتر کے لئے مل گیا اور دفتر خانقاہ مجیبیہ سے یہاں منتقل ہوگیا۔

کام بڑھا اور بڑھنے کی رفتار بھی اطمینان بخش رہی۔ کام بڑھتے ہی قاضی

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کی وسعت بھی ناکافی ہونے لگی، تو پھر اس کے مقابل ایک اور مکان خریدا گیا اور اس میں صرف دارالقضاء کا دفتر رکھا گیا۔

جب کام بڑھتا ہے تو کارکنوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ آمد وخرچ بڑھتا ہے اور آنے والی ڈاک بڑھتی چلی جاتی ہے اور دفتر کی وسعت کم ہوجاتی ہے یہاں بھی ایسا ہی ہوا دفتر کے دو مکانوں کے سوا پانچ مکانات کرایہ پر لینے پڑے لیکن گنجائش تھی کہ کم ہی ہوتی چلی جارہی تھی، مجبور ہوکر ہمیں ایک ایسی تعمیر کا منصوبہ بنانا پڑا جس میں امارت کی ساری ضروریات پوری ہوسکیں، اس میں نظامت، دارالقضاء، بیت المال، دارالافتاء، دارالاشاعت وغیرہ سب کے دفاتر ہوں۔ اور ایک اچھا کتب خانہ بھی ہو، مختصر سا دارالمطالعہ بھی ہو، امارت کے کارکنوں کی قیام گاہ، اور مہمانوں کے ٹھہرنے کی جگہ بھی نکل آئے یعنی امارت کی ساری ضروریات وہاں پوری ہوسکیں،...... حق تعالیٰ کا شکر کس طرح اور کن الفاظ میں ادا کیا جائے کہ اس تعمیری منصوبہ کی پہلی منزل مکمل ہوئی (الحمدللہ) اور دوسری منزل کے میٹنگ ہال میں اس وقت ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں وہ ہمارے ان نوجوان عزیزوں اور کارکنوں کی غیر معمولی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ خدا ان کی ہمتیں بلند فرمائے۔ منصوبہ کی تکمیل کا موقعہ دے، اور انہیں دین ودنیا کی نعمتوں سے سرفراز کرے۔ آمین۔

۱۹۵۷ء میں پہلی بار معائنہ کے وقت میں نے محسوس کیا کہ دارالقضاء امارت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ مسلمانوں کی تنظیم کے بعد جس کام پر سب سے زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے وہ دارالقضاء ہی ہے۔ ظاہر ہے کہ رفع ظلم، احقاق حق، اور حکم **بما انزل اللہ** پر تو آسمان وزمین قائم ہیں۔ مظلوم کی پکار سننا، اس کی ممکن اعانت کرنا، ہر ایک کو اس کا حق پورا پورا تول کر دینا اس سے بڑھ کر اور کون سی عبادت ہوگی۔ اسی لئے فرمایا گیا۔ **عدل ساعة خیر من عبادة سبعین سنة**۔ چنانچہ پہلی مرتبہ امارت کے کتاب الاحکام پر جو تحریر میرے قلم نے ثبت کی وہ کئی نمبروں پر مشتمل ہے، پہلے دو نمبر آپ بھی سن لیں کہ اس سے

امارت کے مقاصد اور اس کا طریقۂ کار واضح ہو کر آپ کے سامنے آجائے گا اور دوسرے نمبر سے دار القضاء کی اہمیت اور تربیت قضاء کی فکر بھی آپ کو معلوم ہو جائے گی۔ کہ تربیت قضاء کا یہ کیمپ پہلے ہی دن سے ہمارے ذہن میں رہا ہے۔

اس تحریر کا پہلا نمبر یہ ہے!

(۱) امارت شرعیہ ہر طبقہ اور خیال کے مسلمانوں کا مشترک ادارہ ہے جس کا بنیادی مقصد عقیدہ کی وحدت پر مسلمانوں کی شرعی تنظیم ہے تا کہ اللہ کا حکم بلند ہو، مسلمانوں میں ممکن حد تک اسلامی احکام جاری ہوں اور مسلمان اس ملک میں اسلامی زندگی گذار سکیں۔ ظاہر ہے کہ یہ مقصد عظیم، تعصب، تنگ نظری، پارٹی بندی اور اپنے مسلک سے ہٹے ہوئے لوگوں پر طعن و تشنیع کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

اس لئے کارکنان امارت کا فرض ہے کہ وسعت نظر اور فراخدلی سے کام لیں، پوری یکجہتی کے ساتھ مقصد عظیم پر نظر جمائے ہوئے آگے بڑھیں اور جب تک کسی مقصد اور خیال سے کفر و اسلام کا اختلاف نہ ہو رواداری ترک نہ کریں۔ ہر معاملہ میں بالخصوص تبلیغ و ہدایت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں زمانہ رسالت اور عہد صحابہ کے اسوہ کو مشعل راہ بنائیں اور ایسا طریقہ کار اختیار کریں کہ مختلف مسلک اور خیال کے افراد و اشخاص اس مقصد عظیم کے لئے امارت شرعیہ کے گرد یہ حسن ظن رکھتے ہوئے جمع ہو سکیں کہ یہاں ان کی انفرادیت پر حملے نہ ہوں گے۔ اور ان کو مشتبہ نگاہوں سے دیکھا نہ جائے گا۔

امارت شرعیہ کی ترقی اور استحکام میں اس فکر اور طریقہ کار کو

بنیادی مقام حاصل ہے اس لئے امارت کے ہر کارکن پر اس کی پابندی لازم ہوگی۔

(۲) محکمہ قضاء جو امارت کا سب سے اہم شعبہ ہے اس کے نظام کو پورے صوبہ میں پھیلانا بہت ضروری ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو فائدہ پہونچ سکے اور مقدمات کے فیصلے جلد سے جلد ہو سکیں اور اسلامی زندگی گذارنے میں سہولت ہو۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ:

(الف) جن اضلاع یا کمشنری میں ممکن ہو قاضی مقرر کئے جائیں۔ اور اس حلقہ کے مقدمات وہیں دائر ہو کر فیصلہ پائیں۔

(ب) مقرر کئے جانے والے قاضیوں کی تربیت کا نظم مرکزی دار القضاء پھلواری شریف میں کیا جائے کہ وہ مقدمات کی سماعت اور فیصلہ کے طریقوں کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

مجھے برابر قاضیوں کے لئے تربیتی کیمپ لگانے کی فکر دامن گیر رہی چنانچہ اپنے انتخاب کے بارہ مہینے کے بعد اعلان کیا کہ ۸/مارچ ۱۹۵۸ء سے ۱۳/مارچ ۱۹۵۸ء تک تربیت قضاء کے لئے علماء اور اکابر کا اجتماع ہوگا۔ لیکن ابھی قدرت کو یہ بات منظور نہ تھی۔ میں اپنے ایک طویل دورہ سے بیمار ہو کر واپس ہوا۔ گردہ کی خرابی کے باعث البومن آنے لگا اور پتھری کے اخراج نے بہت کمزور اور صاحب فراش کر دیا، چلنے کی طاقت بھی نہ رہی۔ نمازیں بھی بیٹھ کر ادا کیا کرتا تھا۔ میں ابھی پوری طرح صحت یاب بھی نہ ہوا تھا کہ کام کی اہمیت اور ضرورت کے تقاضوں سے مجبور ہو کر ۲/جولائی ۱۹۵۸ء کو میں نے ایک عریضہ چھیالیس علماء بہار واڑیسہ کے نام لکھا جس میں وقت کے دینی تقاضوں اور قضاء کی اہمیت کو بتلاتے ہوئے یہ لکھا کہ:

اس وقت تک دفتر امارت شرعیہ اور دارالقضاء صرف ایک ہے اور پھلواری شریف ضلع پٹنہ میں ہے ظاہر ہے کہ ایک دفتر اور ایک قاضی پورے پورے صوبہ کے اس اہم اور کثیر الوقوع ضرورت کو پورا نہیں کرسکتا، اس لئے ضروری ہے کہ جہاں جہاں بھی قضاء کا نظم ممکن ہو کیا جائے جس کے ذریعہ متعلقہ حلقے کی ضرورت پوری ہوسکے۔ امارت شرعیہ کے پاس اس وقت اتنا فنڈ نہیں کہ وہ ہر جگہ باضابطہ دارالقضاء کا دفتر کھول کر باتنخواہ قاضی مقرر کرسکے۔
اس لئے اس اہم اور دینی ضرورت کو پورا کرنے کی خاطر حسب ذیل لائحہ عمل بنایا گیا ہے:

(۱) صوبہ میں ایسے لوگوں کو قاضی مقرر کیا جائے جو دینی علم، عقل اور دیانت میں امتیاز رکھتے ہوں اور اعزازی طور پر اس دینی کام کو انجام دے سکیں۔

(۲) ان مقرر شدہ قاضیوں کا تعلق کسی مدرسہ سے ہو تو بہتر ہے۔

(۳) مدرسہ کے منتظمین سے درخواست کی جائے کہ وہ امارت کے مقرر کردہ قاضی کو ہفتہ میں دو دن (جمعرات، جمعہ) قضاء کا کام کرنے کی اجازت دیں۔

(۴) مدرسہ کے منتظمین سے درخواست کی جائے کہ وہ ایک کمرہ دفتر دارالقضاء کے لئے عنایت کریں جس پر دفتر کا بورڈ لگا ہوا ہو۔ اور جس میں قاضی بیٹھ کر اپنے فرائض کو انجام دے سکیں۔

(۵) مدعی اور مدعا علیہ سے مقدمہ کے اخراجات کے لئے کوئی مقررہ رقم لی جائے، نیز عرضی دعوی بیان تحریری اور درمیانی مراحل کی درخواستوں کیلئے فارم طبع کرائے جائیں جو لوگوں کو قیمتاً حاصل ہوسکیں اور اس آمدنی سے مقامی دفتر دارالقضاء کا خرچ پورا کیا جائے۔

(۶) مذکورہ بالا امور کے پیش نظر جتنے حضرات بھی صوبہ کے اندر مل

سکیں انہیں مقررہ تاریخوں پر کسی مناسب جگہ جمع کیا جائے۔ اور روزانہ مقدمات کی پیشی ان کی موجودگی میں ہو، نیز وہ حضرات زیر تجویز اور فیصل شدہ مقدمات کی مسلوں کا مطالعہ کریں تاکہ مقدمات کی سماعت اور ان کے فیصلوں کا اسلوب اور نہج ان کی نظر سے گذر جائے اور پھر انہیں مقدمات کے فیصلہ میں سہولت ہو۔

(۷) مذکورہ بالا تربیت کے بعد انہیں مختلف علاقوں میں بحیثیت قاضی مقرر کیا جائے اور یا تو انہیں فی الفور فیصلہ کے اختیارات دے دیئے جائیں یا سردست مقدمات کی مسلوں کی تکمیل ان کے سپرد رہے۔ اور جب قاضی شریعت کو ان کی پختہ کاری کا یقین ہو جائے تو پھر فیصلہ کا حق بھی انہیں دیا جائے۔

حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے علماء اور اکابر کے دلوں میں بات ڈال دی، میں نے چھیالیس علماء اور اکابر کو عریضہ لکھا تھا۔ الحمد للہ ان میں سے ۴۲/ (بیالیس) حضرات نے تربیت قضاء میں شرکت کی اور استاد محترم حضرت مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی علیہ الرحمۃ والرضوان نائب امیر شریعت کی سرپرستی اور جناب مولانا شاہ عون احمد صاحب قادری قاضی شریعت کے تعاون سے تربیت قضاء کے دو ہفتے بہت کامیاب گذرے، جس کی مطبوعہ رپورٹ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے اس تربیت کے دو ہفتوں میں حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بیش قیمت مقالہ پیش فرمایا جس سے پورا استفادہ کیا گیا جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ راقم الحروف نے قضاء کے موضوع پر دو مقالے پڑھے وہ بھی پیش کئے جارہے ہیں''۔

حضرت مولانا شاہ عون احمد قادری صاحب نے دارالقضاء کی عملی کارروائی کا اجمالی خاکہ جامع طریقہ پر پیش فرمایا جسے آپ ''تربیت قضاء کے دو ہفتہ'' میں ملاحظہ

فرما سکتے ہیں۔

الحمد للّٰہ تربیت قضاء کے دو ہفتے کامیاب رہے اور اس کے بعد دار القضاء کا قیام اور قضاۃ کے تقرر کا سلسلہ جاری ہوگیا چنانچہ اس وقت بہار واڑیسہ میں ۱۹؍دار القضاء قائم ہیں۔ جہاں قضاۃ اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں، ہر جگہ دار القضاء کا قیام بڑے اہتمام سے کیا گیا میں نے خود شرکت کی یا اپنے معتمد نمائندہ کو بھیجا، بڑے بڑے جلسے ہوتے ہیں اور اشتہارات تقسیم کئے جاتے ہیں جس کے ذریعہ اس پورے علاقہ کے عوام دار القضاء کے قیام اور قاضی کے تقرر کا مقصد جان لیتے ہیں انہیں یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ دار القضا اور قاضی ہمارے کس مرض کی دوا ہیں، اور ہمیں اس سے کس طرح کا کام لینا چاہئے۔ جلسوں میں تقریروں کے بعد قاضی کے نام اور اس کے تقرر کا اعلان کیا جاتا ہے اور اسی وقت قاضی کو قضاء کی سند دی جاتی ہے۔ سند حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

"یقول العبد الضعیف منت اللہ الرحمانی امیر الشریعۃ لولایتی بیہار و اڑیسہ لما ظہر عندی صلاح الاخ...................... مولانا .... و عدالتہ و کفایتہ لامور القضاء مع ما علمہ اللہ تعالیٰ من علم الاحکام و الوقوف علی الحلال والحرام ولیَّتُہ' ولایۃ القضاء بین المسلمین بہذا المنشور و نصبتۃ فی ناحیۃ .... لیسمع الدعوی وجواب المدعی علیہ و شہادۃ الشہود ثم یتوسط بینہما بتراضیہما و یفصلہما فان صلح الامر فبہا و الا فیرسل بکل ذالک الی قاضی الشریعۃ لیفصل بینہما، و اوصیہ ان یتامل فی کل حادثۃ تاملاً شافیاً ولا یحامی شریفا لشرفہ ولا یظلم ضعیفاً لضعفہ وامرتۃ بطاعۃ اللہ تعالیٰ و تقواہ فی جمیع احوالہ سرا وعلانیۃ وان یاتی باوامرہ و نیتہی عن زواجرہ فہذا عہدی الیہ واللہ الموفق"

دار القضاء کے قیام اور قاضی کے تقرر سے متعلق تھوڑی تفصیل اس لئے میں نے بیان کردی کہ یہاں اب تک جو کچھ کام ہوا ہے اس کا اجمالی خاکہ آپ کے سامنے آجائے اور طریقہ کار سے بھی واقفیت ہوجائے۔

دراصل دار القضاء کے قیام اور قاضی کے تقرر میں قرآن مجید کی واضح ہدایتیں ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔ فرمایا گیا۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ذلک خیر و احسن تأویلا (سورہ نساء)

اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہوجائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہی ایک صحیح طریقہ کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔

یہاں ہمیں ہدایت کی گئی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول اور اولی الامر کی اطاعت کریں اور اگر ہمارے درمیان اختلافات اور جھگڑے ہوں تو انہیں اللہ اور اس کے رسول کے پاس ہی لے جائیں یعنی اس کے احکام کی روشنی میں اپنے تنازعات کو حل کریں۔

دوسری جگہ یہ ارشاد ہوا:

انا انزلنا التوراۃ فیہا ھدی و نور لیحکم بھا النبیون (سورہ مائدہ)

ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور روشنی ہے اسی کے مطابق انبیاء علیہم السلام فیصلے کیا کرتے ہیں۔

دوسری جگہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کیا گیا۔

وان احکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواء ھم (سورہ مائدہ)

آپ ان کے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے کیجئے اور ان کے خواہشات کی پیروی نہ فرمایئے۔

اور پھر عام خطاب کے ذریعہ یہ بتایا گیا کہ جو اللہ کی بھیجی ہوئی وحی کے مطابق فیصلے اور حکم نہیں کرتے دراصل ایمان ہی سے محروم ہیں

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون.

اور جو اللہ کی کتاب کے مطابق حکم نہ کرے وہ کافر ہے۔

اس مضمون کی متعدد آیتیں قرآن مجید میں موجود ہیں جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انبیاء ان کے نائبین اور وارثین، اور ہر اولی الامر کی ذمہ داری ہے کہ خدا کی بھیجی ہوئی وحی کے مطابق ہی فیصلہ کریں۔

ظاہر ہے کہ اصحاب معاملہ کو بھی ان فیصلوں کا ماننا لازمی اور ضروری ہوگا۔ قرآن میں یہ بات بھی واضح اور تاکیدی الفاظ کے ساتھ فرمائی گئی۔

فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فی ماشجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیماً (سورہ نساء)

نہیں! اے محمد، تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کرلیں۔

اس آیت میں پہلی بات تو یہ بتلائی گئی کہ تمام مسلمانوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے سارے جھگڑے اور معاملات آپ ؐ کے سامنے پیش کریں اور آپ کو اپنا حکم (قاضی) مانیں اور پھر آپ کے فیصلے سے متعلق اپنے دلوں میں کوئی خلش محسوس نہ کریں اور اسے بے

چوں وچرا تسلیم کرلیں۔ اس لئے قضاء کی تعریف یہ کی گئی۔

القضاء ھو الحکم بین الناس بالحق والحکم بما انزل اللہ (بدائع جلد ۱)

قضاء کے معنیٰ یہ ہیں کہ لوگوں کے مابین حق اور اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے قانون کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔

امام سرخسیؒ نے اپنی مشہور عالم کتاب مبسوط میں لکھا کہ قضاء بالحق ایمان باللہ کے بعد اہم ترین فریضہ ہے اور عظیم ترین عبادت ہے اور قضاء کی عظمت وشرافت اس لئے ہے کہ حق کے ساتھ فیصلہ کرنا عدل کا اظہار ہے اور عدل ہی پر آسمان وزمین قائم ہے اور قضاء ہی کے ذریعہ مظلوم کے ساتھ انصاف ہوتا ہے اور مستحق کو اس کا حق ملتا ہے، اس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اور انہی مقاصد کیلئے انبیاء کرام مبعوث ہوئے ہیں۔ قضاء کی اہمیت کے ساتھ قاضی کا شرف وفضل بھی ظاہر ہوتا ہے۔ **العلم بما انزل اللہ** قاضی کے لئے بنیادی شرط ہے اگر کوئی شخص بما انزل اللہ سے ناواقف ہو تو حکم کیا دے گا اور عدل کس طرح کرے گا؟ قاضی ابویعلیٰؒ نے لکھا ہے کہ قاضی کے لئے احکام شرعیہ کا علم ضروری ہے۔

صاحب بدائع نے تحریر فرمایا ہے کہ

لا ینبغی ان یقلد الجاھل بالاحکام لانہ یقضی بالباطل من حیث لا یشعر بہ

احکام ومسائل سے ناواقف شخص کو قاضی نہیں بنانا چاہئے اس لئے کہ ناواقف باطل فیصلے کرے گا اور اسے خبر بھی نہ ہوگی۔

امام سرخسیؒ نے فرمایا کہ جاہل کو قاضی نہ بنایا جائے۔

لانہ لا یقدر علی ادائھا الا بالعلم اسلئے کہ اس ذمہ داری کو انجام دینے کے لئے علم ضروری ہے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں ''امیر'' کو چاہئے کہ قاضی کو کچھ عرصہ کے بعد یہ کہتے ہوئے برخواست کردے کہ میں تمہیں محض اس

خطرہ کے ماتحت برخواست کرتا ہوں کہ کہیں تمہارا علم ضائع نہ ہو جائے۔اس لئے جاؤ اور درس وتدریس میں مشغول ہو جاؤ کچھ دنوں کے بعد میرے پاس آنا تو تم کو دوبارہ قاضی بنایا جائے گا۔

ہمارے موجودہ قاضی شریعت مولانا مجاہد الاسلام القاسمی (۱) کے ساتھ یہی ہوا مقدمات کا فیصلہ کرتے کرتے یہ پھر "جامعہ رحمانی مونگیر" چلے گئے اور وہاں ایک سال تک درس وتدریس میں مشغول رہے اور واپس آکر پھر دارالقضاء سنبھالا۔ عقل وفہم بھی قاضی کے لئے علم کی صفت سے کچھ کم اہم نہیں ہے، جب حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو قاضی بنا کر یمن بھیجنا چاہا تو ان سے بلا کر پوچھا کہ تم کس چیز سے فیصلہ کروگے؟ جواب میں عرض کیا اللہ کی کتاب سے، فرمایا گیا کہ اس میں نہ ملے؟ تو معاذؓ نے عرض کیا کہ سنت رسول اللہ سے، پھر سوال ہوا کہ اگر اس میں بھی نہ ملے؟ تو معاذؓ نے عرض کیا کہ اگر کوئی بات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں نہ مل سکی تو میں اجتہاد کروں گا۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ کے اس جواب پر اطمینان کا اظہار فرمایا، کیا یہ اجتہاد عقل وفہم کے بغیر ممکن ہے؟ سیدنا عمر بن الخطابؓ کا ایک مکتوب اس سلسلہ میں بہت مشہور ہے، امام محمدؒ اس مکتوب کو کتاب السیاسۃ فرماتے ہیں، اور دوسرے اہل علم اس کا نام کتاب سیاسۃ القضاء وتدبیر الحکم فرماتے ہیں۔ سیدنا عمرؓ نے یہ خط حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا تھا، فرماتے ہیں۔

فافهم اذا ادلی الیک جب کوئی معاملہ تمہارے سامنے آئے تو اسے اچھی طرح سمجھو۔

اور پھر تحریر فرماتے ہیں:

(۱) بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ کے نائب امیر شریعت ہوئے اور ۲۳/اپریل ۲۰۰۰ء میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے تیسرے صدر ہوئے۔ وفات ۴/اپریل ۲۰۰۲ء

الفهم الفهم فیما یختلج فی صدرک مما لم یبلغک فی القرآن العظیم والسنة ثم اعرف الامثال و الاشباه وقس الامور عند ذلک (بدائع ص۹)

جن معاملات کے بارے میں قرآن وسنت سے رہنمائی نہ ملے اور وہ تمہارے دل میں کھٹکیں تو ان پر خوب غور کرو اور فہم سے کام لو، پھر مثالوں اور نظیروں کو معلوم کرو اس کے بعد قیاس کرو،

تقویٰ اور دیانت بھی قاضی کا نہایت اہم اور ضروری وصف ہے اگر قاضی صاحب میں ورع اور تقویٰ نہ ہو اور دیانت داری اس میں نہ پائی جاتی ہو تو نظام قضاء درہم برہم ہو جائے گا۔

امام سرخسیؒ نے لکھا ہے:

قال نزهة عن الطمع و هو ما خوذ من النزاهة فمن تیحر زمن شئی یقال هو یتنزه فکل انقمنه للقاضی فی طمعه فیما فی ایدی الناس

(مبسوط جلد ۱۶ص۱۷)

ہر طرح کی لالچ سے قاضی کا پاک ہونا ضروری ہے قاضی کے لئے ساری ہلاکت اسی میں ہے کہ وہ لوگوں کے "مال" پر لالچ کی نظر ڈالے۔

حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے عمال کو ہدیہ لینے کی بھی ممانعت فرمادی۔

سیدنا عمرؓ نے فرمایا:

اجعلوا الناس عندکم فی الحق سواءً قریبهم کبعید هم و بعیدهم کقریبهم و ایاکم و الرشی (کنز العمال)

حق معاملہ میں تمام انسان کو برابر سمجھو، قریب وبعید سب برابر (ہاں) رشوت سے بچتے رہنا۔

امام سرخسیؒ نے لکھا ہے کہ سیدنا علیؓ نے ایک قاضی کا امتحان لیتے ہوئے پوچھا: بِمَ

صلاح هذا الامر قال بالورع قال فيما فساده بالطمع قال حق لک ان تقضی (مبسوط ج۱۷ص۱۶)

قضاء کی صلاح کس طرح ممکن ہے؟ قاضی نے جواب دیا پرہیزگاری کے ذریعہ۔حضرت علیؓ نے پھر پوچھا قضا کیلئے فساد کیا ہے؟ قاضی نے جواب دیا لالچ۔حضرت علیؓ نے فرمایا قضاء تیرا حق ہے۔

بہر حال مذکورہ بالا تین صفتوں میں سے قاضی کا متصف ہونا ضروری ہے آپ حضرات خود اہل علم ہیں۔تفصیلات میں جانا آپ کے وقت کو برباد کرنا ہے۔

حق تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ وہ ہم سب لوگوں کو ان صفات کا حامل بنادے،تربیت قضاء کے دونوں ہفتوں کو کامیاب فرمائے،پورے ملک میں قضاء اسلامی قضاء کے نظام کو پھیلا دے اور اسے مسلمانوں کے معاشرہ کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ **وما ذالک علی اللہ بعزیز**

منت اللہ رحمانی

۲۵/جولائی ۱۹۸۶ء